جدید سائنسی انکشافات اور اسلام

پروفیسر گل قدیم جان
اسسٹنٹ پروفیسر ونیسم کالج ڈیرہ اسماعیل خان

ذیلی عنوانات

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
(۱)	.... تخلیق کائنات	(۲)	.... عظیم دھماکہ کے وقت مختلف قوتوں کا حیرت انگیز توازن
(۳)	.... وسعت کائنات	(۴)	.... تخلیقی عمل کے لئے عرصۂ دراز کا نظریہ
(۵)	.... کائناتی پھیلاؤ	(۶)	.... عالم آخرت اور وقوع قیامت
(۷)	.... خلاصہ البحث	(۸)	.... المصادر والمراجع

انسانی زندگی پر آج سائنس کا اثر بہت گہرا ہے اور گہرے اثرات کے نتیجے میں بلند و باوقار مقام بھی حاصل کر چکا ہے۔ سائنس کے بڑھتے ہوئے استعمال نے انسانی ماحول کو یکسر تبدیل کر دیا کیونکہ سائنس حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور سچائیوں تک رسائی ان کا مطلوب ہے جب کہ اسلام حقیقت اور سچائی کا مجموعہ ہے پس سائنس اور دین اسلام حقیقت تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مذہب اسلام حقیقت تک براہِ راست پہنچاتا ہے۔ جب کہ سائنس مشاہدہ اور تجربہ کی دماغ سوز مشقت کے بعد حقیقت کی طرف ایک جھلک دکھاتی ہے۔ اور سائنس کو اپنی اختیار کردہ راستے میں کافی مشکلات و رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حقیقت کی ایک جھلک حاصل کرنے میں غلطیوں کے امکانات بھی ہوتے ہیں۔ ایک تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقی کی بنیاد اصل میں مسلمانوں کے دورِ عروج میں پڑی۔ لیکن بدقسمتی سے جب مسلم دنیا جمود اور کاہلی کا شکار ہوئی اور سائنس کا سرمایہ مغربی ممالک میں منتقل ہوگیا اور اس کی آئندہ ترقی مغربی ممالک میں ہوئی لیکن شاید یہ انسانیت کی بدقسمتی تھی کہ سائنس کے یورپی سفر کے بالکل ابتداء ہی میں مذہب عیسائیت کے علمبرداروں کی تنگ نظری اور علم دشمنی کی بدولت مذہب سے متصادم ہوگیا اور اپنی ترقیات الہامی روشنی سے محروم رہتے ہوئے کرلیں۔ نتیجۃً سائنسی ترقی کے زیر اثر جو تہذیب پروان چڑھی اس نے انسان کو الہامی ہدایت اور روشنی سے محروم کر دیا۔ جس کی وجہ سے انسان بے شمار معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور تہذیبی مسائل سے دوچار ہوا۔ ایک عرصہ تک سائنسدانوں کا خیال تھا کہ الہامی تعلیمات ان کی راہ میں رکاوٹ ہیں لیکن اب ان کے اندر بھی احساس پیدا ہو چکا ہے کہ اگر وہ اسی طرح خدا کی ہدایت سے محروم رہے تو وہ انسانیت کے مسائل حل نہیں کرسکیں گے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رہنمائی کے لئے وہ اسلامی تعلیمات کے محتاج ہیں۔

کیونکہ وہ اپنی اصل شکل میں بنی نوع انسان کے سامنے ہیں جب کہ دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں بہت زیادہ تحریف ہوچکی ہے اوران کی تعلیمات اب الہامی سے زیادہ انسانی ہیں۔پس ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ نسلِ انسانی کو بتایا جائے کہ مذہب اسلام سائنسی ترقیات کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ سائنس مذہب اسلام کی روشنی کامحتاج ہےاور بہت سے حقائق ایسے ہیں جوآج سے چودہ سو سال پہلے قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ان کی تفہیم وتشریح میں آج جدید سائنسی انکشافات بڑی معاون ثابت ہورہی ہےاسی عرض کے لئے ذیل میں چند جدید سائنسی انکشافات اوراسلامی تعلیمات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تخلیق کائنات:

آج سائنسدانوں کا پورا یقین ہے کہ کائنات ایک ناقابل تصور حدتک عظیم دھماکے کے نتیجے میں عدم سے وجود میں آئی ہے جسے ’’بگ بینگ‘‘(Big Bang) عظیم دھماکہ کہا جاتا ہے۔اس نظریے کے مطابق ایک وقت ایسا بھی تھا جب ساری کائنات اپنی زبردست کشش ثقل کی بدولت ایک نقطے پرجمع تھی اوراس نقطہ کا حجم صفر تھا۔ہماری ساری کائنات اسی صفر حجم اور لامتناہی کثافت والی کمیت کے پھٹ پڑنے سے وجود میں آئی۔عظیم دھماکے کے ساتھ یہ حقیقت بھی وابستہ ہے کہ کسی شے کا حجم ’’صفر‘‘ ہےتو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شے کچھ نہیں ہے۔بالفاظ دیگر جس نقطے سے یہ ساری کائنات وجود میں آئی ہے وہ دراصل ’’نقطہ عدم‘‘ تھااور کائنات عدم سے وجود میں آئی ہے۔آج یہی واحد سائنسی نظریہ ہے جسے ابتدائے کائنات کی سب سے معتبر اور قابل اعتماد توجیح قرار دیا جاتا ہے۔

(۱) کائنات کی تخلیق کے بارے میں اسلامی نقطہ نظریہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود میں لانے کے بارے میں ارادہ فرمالیتا ہے تو وہ ہوجاتا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’اذاارادشیئاً ان یقول لہ کن فیکون ‘‘(۲) ترجمہ: جب کسی چیز کو کرنا چاہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا وہ اسی وقت ہوجاتی ہے۔پس جب اللہ تعالیٰ کاارادہ تخلیق کائنات کا ہوتو وہ ’’نقطہ عدم‘‘ پھٹ پڑااور عالم طبیعی کواس کی مقررہ شاہراہ پرلا ڈالا۔قرآن مجید نے اس حقیقت کی وضاحت اس انداز سے کی ہے کہ کائنات ابتداً حالت رتق میں تھی اللہ تعالیٰ نے اس کافتق کیا۔ارشاد ربانی ہے:’’ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنھما ‘‘(۳) ترجمہ: بے شک آسمان اورزمین منہ بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ شروع میں آسمان اورزمین آپس میں باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں الگ الگ کردیا۔آیت میں ’’رتقا‘‘ کامفہوم ہے۔’ضم والتحام‘ یعنی کسی چیز کا باہم دگر پیوست ہونااورایک دوسرے سے ملاہواہونااور ’’الفتق‘‘ کامعنیٰ ہے’’الفصل بین المتصلین ‘‘یعنی دوجڑی ہوئی چیزوں کوالگ الگ کردینا۔(۴) حضرت ابن عباسؓ ضحاکؒ، عطاءؒ اور قتادہؒ نے کہا ہے کہ آسمان وزمین سب باہم چسپاں اورایک ہی تھے پھر ہوا داخل کرکے دونوں کوالگ الگ کردیا۔رتق کے لغوی معنی ہے بند کرنا، ملادینا اور فتق کا معنی پھاڑ دینا، کھول دینا۔کعبؒ نے کہا ہے کہ اللہ نے آسمان وزمین کواوپر نیچے (تہ بہ تہ) بنایا تھا پھر ہوا پیدا کرکے اس دونوں کے بیچ میں داخل کرکے دونوں کوکھول دیا۔(۵) مولانا شبیراحمد عثمانی اورمولانا محمداحمد نے لکھا ہے کہ ابتداً زمین وآسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے۔ان میں باہم کوئی امتیاز

اور فرق نہ تھا سب کی حقیقت ایک تھی پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے۔ اس کے بعد قدرت کے ہاتھ نے دونوں کو ایک دوسرے کو جدا کیا۔ اور ہر ایک کے طبقات الگ الگ بنائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک ہی مادہ سے مختلف انواع کی تخلیق ہوئی۔(۶)

(Big Bang) عظیم دھماکہ کے وقت مختلف قوتوں کا حیرت انگیز توازن:

سائنسدان اپنی تحقیقات کی بدولت اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ عظیم دھماکے کے وقت دو مخالف قوتیں کام میں مصروف تھیں۔ ایک دھماکے کی قوت تھی جو مادے کو باہر کی سمت پھیلا رہی تھی جب کہ دوسری قوت، قوت کشش تھی پھیلاؤ کا عمل روکنے اور کائنات کو ایک نقطے پر دوبارہ مرکوز کرنے کے لئے سرگرداں تھی۔ پس کائنات اس لئے وجود پذیر ہوئی کہ یہ دونوں قوتیں آپس میں مکمل طور پر متوازن تھیں۔ اگر سکڑاؤ (کشش) کی قوت، پھیلاؤ (دھماکہ) کی قوت سے زیادہ ہوتی تو کائنات وجود میں آتے ہی فوراً منہدم (Collapse) ہو جاتی۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو مادہ ہر سمت میں پھیلتا ہی چلا جاتا اور کبھی یکجا نہ ہو پاتا۔ اسٹریلیا کے ریاضیاتی طبعیات کے پروفیسر ''پال ڈیویز'' نے ایک لمبا چوڑا حساب کتاب لگا کر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر بگ بینگ کے وقت کائناتی پھیلاؤ کی شرح میں (10) سیکنڈ (یعنی ایک سیکنڈ کے دس لاکھ کھربویں حصے) سے بھی معمولی سا زیادہ فرق آجاتا تو آج کائنات موجود نہ ہوتی۔ اور یہ معمولی فرق بھی کائنات کی نازک توازن تباہ کرنے کے لئے کافی ہوتا لہٰذا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کائناتی پھیلاؤ کی دھماکہ خیز قوت، ناقابل یقین درستگی کے ساتھ، اس کی کشش ثقل سے مکمل ہم آہنگ تھی اگرچہ ''پال دیویز'' مادہ پرستانہ رجحان رکھتے ہیں۔ مگر وہ خود یہی تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کی موجودہ ساخت، جو متعدد معمولی تبدیلیوں کے معاملے میں بظاہر نہایت حساس ہے، بہت سوچ سمجھ کر تشکیل دی گئی ہوگی قدرت نے اپنے بنیادی مستقلات (Fundamental Constants) کو معجزاتی طور پر ایک دوسرے سے ہم آہنگ، ظاہری عددی قیمتیں (Numerical Values) عطا کی ہے انہیں کائنات کی سوچی سمجھی تخلیق کے ضمن میں لازماً ایک عقلی دلیل سمجھا جانا چاہئے ۷)
قرآن مجید میں کائنات کی بناوٹ میں اعلیٰ ترین نظم وضبط، منصوبہ بندی کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
''وخلق كل شيءٍ فقدره تقديراً'' (۸) ترجمہ:۔ اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اس کو ماپ کر۔
''الذی احسن كل شيءٍ خلقه وبدا خلق الانسان من طين'' (۹) ترجمہ:۔ جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ ''صنع الله الذی اتقن كل شيءٍ'' (۱۰) ترجمہ:۔ کاریگری ہے اللہ کی جس نے ہر چیز کو درست کیا۔

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ سے صاف طور پر عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایسا ماپ تول کر پیدا فرمایا ہے، کہ اس کی فطری موزونیت کے لحاظ سے ذرا سی کمی بیشی بھی نہ چھوڑی گئی بڑے بڑے سائنسدان حکمت کے دریا میں غوطہ لگانے کے بعد اس اقرار پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
''تبارك الله احسن الخالقين'' کہ برکت اللہ والا ہے وہ اللہ جو بہترین بنانے والا ہے۔

وسعتِ کائنات:

تحقیقات کے نتیجے میں سائنسدان اس بات کے معترف ہیں کہ کائنات کا انتہائی قلیل حصہ ہمارے مشاہدے میں آیا ہے اور اس ساری زیرِ مشاہدہ کائنات میں سائنسدانوں کے تخمینے کے مطابق تین کھرب کہکشائیں ہیں۔ ان کہکشاؤں کی مختلف شکلیں ہیں۔ مثلاً مرغولہ نما بیضوی وغیرہ) اور ہر ایک کہکشاں میں لگ بھگ اتنے ہی ستارے ہیں جتنی کہ پوری کائنات میں کہکشاؤں کی تعداد ہے سورج بھی انہی میں سے ایک ستارہ ہے۔(۱۱)

مشہور ماہر فلکیات ''شبیر احمد کاکا خیل'' تحریر فرماتے ہیں کہ'' کائنات میں بڑے بڑے سدیم (کہکشائیں) ہیں بڑے بڑے ستاروں کے گرد ان کے سیارے ہیں اور ان کے گرد چاند گھوم رہا ہے ان سب کے درمیان ہوشربا فاصلے ہیں۔ ان کے درمیانی فضاؤں میں اربوں اور ہر سدیم میں کھربوں ستارے، بعض ستارے اتنے بڑے بڑے کہ اگر ان کو سورج کہ جگہ لایا جائے تو مشتری تک سارا نظامِ شمسی اس میں سما جائے'' (۱۲) اسلام نے وسعت کائنات کے بارے میں جو تصور بنی نوع انسان کو دیا ہے اس بارے میں رب العالمین کا تصور توجہ کا حامل ہے۔ رب العالمین کی تفسیر کے ضمن میں مولانا محمد شفیع تحریر فرماتے ہیں کہ عالمین عالم کی جمع ہے جس میں دنیا کی تمام اجناس، آسمان، چاند، ستارے، ہوا و فضا، برق و باراں، فرشتے، جنات، زمین، حیوانات، انسان، نباتات اور جمادات سب داخل ہیں اس لئے رب العالمین کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تمام اجناس کائنات کی ترتیب کرنے والے ہیں اور یہ بھی بعید نہیں کہ جیسا یہ ایک عالم ہے جس میں ہم بستے ہیں اور اس کے نظام شمسی و قمری، برق و باراں اور زمین کی لاکھوں مخلوقات کا ہم مشاہدہ کر چکے ہیں۔ یہ سارا عالم ایک ہی ہو اور اس جیسے لاکھوں ہزاروں دوسرے عالم بھی ہوں جو اس عالم سے باہر کی خلاء میں موجود ہوں۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ اس عالم سے باہر ایک لامتناہی خلاء کا وجود دلائل عقلیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ اس نے اس لامتناہی خلاء میں ہمارے پیش نظر عالم کی طرح کے اور بھی ہزاروں لاکھوں عالم بنا رکھے ہوں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ عالم چالیس ہزار ہیں یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک عالم ہے باقی اس کے سوا ہے۔ اسی طرح حضرت مقاتلؒ امام تفسیر سے منقول ہے کہ عالم اسی ہزار ہیں اس پر جو یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ خلاء میں انسانی مزاج کے مناسب ہوا نہیں ہوتی اس لئے انسان یا حیوان وہاں زندہ نہیں رہ سکتا۔ امام رازیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اس عالم سے خارج خلاء میں جو دوسرے عالم کے باشندے ہوں ان کا مزاج بھی ہمارے عالم کے باشندوں کی طرح ہو جو خلاء میں زندہ نہ رہ سکیں یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان عالموں کے باشندوں کے مزاج و طبائع، ان کی غذا و ہوا یہاں کے باشندوں سے بالکل مختلف ہو۔(۱۳)

تخلیقی عمل کے لئے عرصہ دراز کا نظریہ:

مشہور مصنف ''موریس بوکائے'' کے مطابق سائنس ہمیں اس مدت سے آگاہ کرتی ہے جس کے دوران تخلیقِ کائنات کے واقعات

ظہور پذیر ہوئے تخلیق کائنات کے سائنسی نظریہ کے مطابق ہماری کہکشاؤں کی عمر کا اندازہ کم وبیش دس ارب سال لگایا جائے تو نظام شمسی کی تشکیل کچھ اوپر پانچ ارب سال بعد ہوئی۔ قدرتی تابکاری کے عمل سے زمین کی عمر اور اس وقت کا تعین ساڑھے چار ارب سال کرنا ممکن ہو جاتا ہے جب سورج کی تشکیل عمل میں آئی اور بعض سائنسدانوں کے حسابات کے مطابق موجودہ زمانہ میں یہ عدد دس کروڑ سال کم یا زیادہ ہوسکتا ہے۔(۱۴) قرآن پاک میں ارض وسمٰوٰت کی تخلیقی مدت کے بارے میں کئی مقامات پر ارشادات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) ''ان ربکم الذی خلق السمٰوات والارض فی ستة ایام ''(۱۵) ترجمہ: بیشک تمہارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔

(۲) ''الذی خلق السمٰوات والارض وما بینهما فی ستة ایام ''(۱۶) ترجمہ: وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔

(۳) ''ولقد خلقنا السمٰوات والارض وما بینهما فی ستة ایام''(۱۷) ترجمہ: یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا۔ آیات کریمہ سے یہ بات تو قطعی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ زمین وآسمان اور اس کے اندر کی تمام چیزیں صرف چھ دن میں پیدا ہوئیں لیکن چھ دن کی تفصیل زیر طلب ہے۔ کیونکہ دن رات کا وجود تو آفتاب کی حرکت سے پہچانا جاتا ہے اور آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے جب نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب چھ دن کی تعداد کس حساب سے ہوئی۔ بہت سارے مترجمین اور مفسرین نے چھ دن سے اتنا وقت اور زمانہ مراد لیا ہے جتنا وقت اس دنیا میں چھ دن رات کا ہوتا ہے لیکن مولانا محمد شفیع معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاف اور بے غبار بات یہ ہے کہ دن رات کی یہ اصطلاح کہ طلوع آفتاب سے غروب تک دن اور غروب سے طلوع تک رات، تو یہ اس دنیا کی اصطلاح ہے۔ پیدائش عالم سے پہلے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کی دوسری علامات مقرر رکھی ہوں جیسا کہ جنت میں ہوگا کہ وہاں کے دن رات حرکت آفتاب کے تابع نہیں ہوں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ وہ چھ دن میں زمین وآسمان بنائے گے وہ ہمارے چھ دن کے برابر ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے بڑے ہوں جیسا کہ آخرت کے دن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ ایک ہزار سال کے برابر ایک دن ہوگا۔

امام احمد بن حنبلؒ اور مجاہدؒ کا قول یہی ہے کہ یہاں چھ دن سے آخرت کے چھ دن مراد ہیں۔ اور بروایت ضحاکؒ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے(۱۸) مولانا صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں دن سے مراد قیامت کے دن کا ہونا بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس وقت سورج وچاند کا یہ نظام ہی نہیں تھا زمین وآسمان کی تخلیق کے بعد ہی یہ نظام قائم ہوا، دوسرے یہ کہ یہ عالم بالا کا واقعہ ہے جس کو دنیا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے(۱۹) لہذا یہ بات ممکن ہے کہ دنیا کی تخلیق کی حالت میں قرآن وقت کے ایسے طویل وقفوں کو قائم رکھتا ہو جس کی تعداد چھ ہے۔

کائناتی پھیلاؤ :

اس وقت یہ نہایت محکم تصور ہے کہ ہر کہکشاں دوسری کہکشاں سے دور ہٹتی جارہی ہے اور اس طرح کائنات کی جسامت بڑھتی جارہی ہے اور جس قدر کہکشائیں ایک دوسرے سے ہٹ جاتی ہے خالی جگہ نئی کہکشائیں بن جاتی ہے (۲۰) سید حکیم احمد نقوی تحریر فرماتے ہیں کہ کائنات میں ہر آن ستارے بنتے اور بگڑتے جاتے ہیں نورانی بادلوں سے ٹکڑے جدا جدا ہو کر نئے تارے بنتے جارہے ہیں اور بعض زائل ہورہے ہیں اور تخلیق کائنات کا یہ سلسلہ جاری ہے (۲۱) روسی سائنسدان الیگزینڈر فرائڈ مین نے آئن سٹائن کے عمومی نظریہ اضافیت (Genral Theory of Relativity) کی روشنی میں کچھ حساب کتاب لگا کر بتایا کہ کائنات کی ساخت ساکن (Static) یعنی غیر متغیر نہیں ہے۔ فرائڈ مین کی تحقیق کی روشنی میں بلجیم کے ایک ماہر فلکیات جیور جیوس لیمیر ے نے انہی تخمینہ جات کی بنیاد پر بتایا کہ کائنات کا ایک نقطہ آغاز تھا اور یہ اس طرح پھیل رہی ہے جیسے کسی چیز نے اسے پھیلنے پر مجبور کیا ہو۔ فرائڈ مین اور لیمیتر ے کی تحقیقات کے بعد امریکی سائنسدان ایڈون ہبل نے جو رصدگاہ سے دور دراز ستاروں کا مشاہدہ کر رہا تھا یہ حیرت انگیز بات محسوس کی کہ ان ستاروں سے آنے والی روشنی طیف (Spectrum) کے سرخ کنارے کی طرف جھکی ہوئی ہے اور جو ستارہ جتنا دور تھا اس سے آنے والی روشنی بھی اتنی ہی زیادہ سرخی مائل تھی۔ اس دریافت سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ جو ستارہ ہم سے جتنا دور ہے وہ اتنی ہی تیزی سے ہم سے دور جارہا ہے۔ پھر بہت جلد ہبل نے یہ بھی دریافت کیا کہ ستارے صرف ہم سے دور نہیں ہورہے ہیں بلکہ وہ اپنے مابین بھی ایک دوسرے سے دور ہوتے جارہے ہیں اور یہ کائنات پھیلتی جارہی ہے (۲۲) ماہر فلکیات شبیر احمد کاخیل تحریر فرماتے ہیں کہ کائنات کا آخری مسئلہ یہ ہے کہ اس کو ساکن تصور کیا جائے یا متحرک۔ مشاہدات نے ساکن کائنات کے تصور کو باطل قرار دے دیا ہے اور ماورائے کہکشانی سدیموں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں بلکہ نہایت تیزی سے ایک دوسرے سے دور ہٹ رہے ہیں۔ اور کائنات مجموعی طور پر ربڑ کے ایسے غبارے کی طرح پھیل رہی ہے جس میں ہوا بھری جارہی ہو۔ فریڈ ہوئیل نے اس کی یہ وجہ بتائی ہے کہ ہر لحہ نیا مادہ پیدا ہو کر نئے سدیموں (کہکشاؤں) کو جنم دے رہا ہے اور نوزائیدہ سدیم اپنے لئے جگہ بنانے کی غرض سے پرانے سدیموں کو باہر کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اور کائنات کو ہر لحہ وسیع سے وسیع تر کر رہے ہیں (۲۳)

پس کائنات کا پھیلاؤ جدید سائنس کی سب سے مرغوب کن دریافت ہے اس وقت یہ ایک نہایت مستحکم تصور ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے اس ضمن میں قرآن پاک کی سورۃ الذاریات کی آیت نمبر ۴۷ قابل توجہ ہے سائنسی تصورات سے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے ارشاد ربانی ہے: ''والسماء بنینها باید وانا لموسعون '' (۲۴) ترجمہ: اور آسمان کو ہم نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور ہم اس میں توسیع کر رہے ہیں۔ یہاں پر ''لموسعون '' کا ترجمہ قابل بحث ہے کیونکہ متقدمین، مترجمین، ومفسرین نے اس کا ترجمہ ''ہم وسیع القدرت ہیں'' ہم زور آور ہیں جیسے الفاظ سے کیا ہے۔ لیکن قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں وضاحت کی ہے کہ بعض علماء نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ ہم آسمان وزمین کے درمیان وسعت کرنے والے ہیں (۲۵) محمد جوناگڑھی نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

"یقیناً ہم کشادگی کرنے والے ہیں" (۲۶) مشہور مصنف موریس بوکائے نے لکھا ہے کہ موسعون کا جو فعل اوسع کا حال استمراری کا جمع کا صیغہ ہے۔ اوسع کے معنی وسیع کرنا یعنی زیادہ کشادہ وسعت دیا ہوا یا پھیلا ہوا لہٰذا موسعون کا ترجمہ "ہم اس میں توسیع کر رہے ہیں" کے علاوہ کوئی اور ترجمہ میرے نزدیک صحیح نہیں۔ (۲۷) پس جو لوگ سائنسی انداز میں اس آیت پر غور و فکر کرتے ہیں وہ اس کا ترجمہ یہی کرتے ہیں جو اوپر آیت کے ضمن میں اختیار کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ہلوک نور باقی نے اس آیت کا ترجمہ اسی انداز سے کر کے لکھا ہے کہ آیت کی تشریح جس طرح ہم نے کی ہے اس سے ملتی جلتی تشریحات اسلام کے مشہور مفکرین نے بھی کی ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کی صفت کے تحت تخلیق کا عمل متواتر جاری رہتا ہے۔ اور اب بھی تمام کائنات میں جاری و ساری ہے مثلاً ابن العربی نے اپنی تحریروں میں یہی موقف اپنایا ہے۔ (۲۸)

عالمِ آخرت اور وقوعِ قیامت:

سائنس کا ایک نظریہ "مادے کا الٹ نظریہ (Anti Matter Theory) ہے" سائنس کے مطابق مادے کا سب سے چھوٹا ذرہ ایٹم (Atom) ہے اور ایٹم چھوٹے چھوٹے ذرات کا مجموعہ ہے ان میں سے کچھ مثبت چارج والے پروٹان، کچھ منفی چارج والے الیکٹران ہیں اور دوسرے جیسے نیوٹران، بوازن، نیوٹرینو، میزان (Mesons) وغیرہ ان سب ذرات کا ایک ایک الٹ ذرہ (Anti Particle) بھی ہوتا ہے جو کہ اسی کمیت کا ہے لیکن چارج بالکل الٹ ہے۔ ۱۹۲۸ء میں (Dirac) نے پوزیٹران (Positron) دریافت کیا۔ جو کمیت کے لحاظ سے الیکٹران جتنا ہے مگر اس پر چارج الیکٹران کے الٹ ہے یعنی مثبت چارج ہے۔ ۱۹۵۵ء میں پروٹان کا الٹ ذرہ دریافت ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں نیوٹران کا الٹ ذرہ دریافت ہوا ان تمام دریافتوں سے ماہرین اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ اس کائنات کا الٹ ماڈل موجود ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مادے کا الٹ نظریے کے مطابق ایک الٹ کائنات (Anti Universe) بھی ہے۔ (۲۹) ایک اور سائنسی نظریہ یا انکشاف یہ بھی ہے جو سورج اور دوسرے ستاروں میں جو روشنی اور حرارت پائی جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ یہ تمام اجرام ہائیڈروجن گیس کے بنے ہوتے ہیں۔ سورج کے باطن میں تقریباً دو کروڑ ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ اس زبردست حرارت و تپش میں ہائیڈروجن عمل فیوژن (ایک ایٹمی عمل) کے طور پر جل کر مسلسل ہلیم گیس میں تبدیل ہوتی جارہی ہے۔ اور ایک دن ایسا ضرور آنے والا ہے کہ اس کی ساری ہائیڈروجن ختم ہو جائے گی اور وہ ایک سرد بے جان جسم کی طرح ایک طرف لڑھک جائے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف ایک سیکنڈ میں سورج کے وزن میں دو ملین ٹن (فی یوم پونے دو کھرب ساٹن) کی کمی واقع ہو رہی ہے اگرچہ سورج ہماری زمین سے بارہ لاکھ اسی ہزار گنا بڑا ہے مگر ایک نہ ایک دن اس کا سارا ایٹمی ایندھن (Fuel) اور توانائی (Energy) ختم ہونا لازمی ہے (۳۰) کائنات کے خاتمے کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اس کائنات کا خاتمہ ہوگا۔ سورج، چاند، ستارے سب بے نور ہو جائیں گے۔ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے ہر ذی روح موت کی نیند سلا دیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا عالم قائم ہوگا اور انسانی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوگا تمام انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی اس

دوسرے عالم کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہوگی اس چیز کا نام آخرت ہے۔

قرآن مجید کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہوگا جو اس دوسری زندگی کے ذکر سے خالی ہو طرح طرح کے دلائل اس کی صداقت پر قائم کئے گئے ہیں اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ جو شخص اس آخری دن پر ایمان نہیں لاتا اس کے اعمال غارت ہو جاتے ہیں ایک اور عالم کے قیام یعنی آخرت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس ضمن میں قرآن پاک کی چند آیات کریمہ پیش کی جاتی ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

(۱) ''والذین کذبوا بآیٰتنا ولقاء الاخرة حبطت اعمالھم ''(۳۱) ترجمہ:اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخری ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

(۲) ''اذا وقعت الواقعة،لیس لوقعتھا کاذبة ''(۳۲) ترجمہ:جب قیامت آوے گی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں

(۳) ''اذا الشمس کورت،واذا النجوم انکدرت ''(۳۳) ترجمہ:جب سورج بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔پس مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ سے صاف طور پر عیاں ہے کہ ایک اور عالم کا ہونا اور اس موجود نظام کا خاتمہ یقینی اور نا قابل انکار ہے۔

خلاصہ البحث:

ایک وقت تھا کہ دنیا سائنس اور اس کی انکشافات و ایجادات کے سحر میں گرفتار تھی اور ان ابدی حقائق و معارف اور ان کے ذرائع سے جن کی بدولت یہ حقائق و معارف انسانیت تک منتقل ہوئے تھے سے انکار کر رہی تھی اور سائنس روحانی روشنی سے بے نیاز و بے پرواہ ہو کر اپنی ترقی کے مراحل طے کر رہا تھا۔لیکن سائنسی انکشافات و ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے جس تہذیب کو جنم دیا اس کی وجہ سے بہت سے سماجی و معاشرتی مسائل پیدا ہوئے۔اور ان مسائل کا حل مذہب اور روحانیت کے بغیر ناممکن تھا نتیجتاً وہ مذہب بیزاری یا دوسرے الفاظ میں مذہب دشمنی جو اہل کلیسا کے ناروا سلوک کی وجہ سے اہل سائنس میں پیدا ہو چکا تھا اس کی شدت میں کمی آئی اور مذہبی طبقہ نے بھی اپنی شکست کے بعد اپنی رویہ پر معذرت و افسوس کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں آج عالمی تناظر میں مذہب و سائنس کے مکالمہ کی صورت میں حوصلہ افزا صورتِ حال سامنے آئی ہے اور اب اہل سائنس میں روحانی رہنمائی کی ضرورت کا احساس بڑھ رہا ہے۔لیکن مذاہب عالم کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اہل سائنس کی یہ ضرورت صرف اسلام ہی پورا کر سکتی ہے کیونکہ اسلام ہی دنیا کا پہلا و آخری مذہب ہے۔جس نے سب سے پہلے موجودات عالم میں غور و فکر اور تحقیق و تجربہ کرنے کی دعوت دی اور عملی و تجرباتی سائنس کی بنیاد ڈالی ہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ سائنسی تعلیمات کہ دو قسمیں ہیں ایک وہ جو تجربے و مشاہدے سے ثابت اور بار بار تجربوں سے ہمیشہ ان سے یکساں نتائج برآمد ہوتے ہیں۔دوسری قسم وہ ہے جو ثابت شدہ طبعی قوانین یا تجرباتی سائنس سے اس کا تعلق نہیں ہوتا بلکہ مفروضات سے ہوتا ہے۔اصل میں کوئی سائنسدان یا عالم طبعیات مختلف اشیائے عالم میں ربط و تعلق اور توجیہہ و تاویل کے لحاظ سے

بعض نظریات اوران سائنسی مفروضات قائم کرنے پر مجبور ہوتا ہے پس اسلامی نظریات اوران سائنسی مفروضات میں تو تعارض کا امکان بھی ہوتا ہے اور موافقت کا بھی۔لیکن اسلامی تعلیمات کسی طور پر بھی اس سائنسی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے جو تجربے و مشاہدے سے ثابت ہیں۔

مذکورہ بالا حقائق وتفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کائنات کے بارے میں سائنسی اور اسلامی تصورات میں زبردست مماثلت پائی جاتی ہے اور اسلامی عقائد سائنسی انکشافات کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ بہت سارے اسلامی تعلیمات کی سائنسی انکشافات کی وجہ سے تفہیم آسان سے آسان تر ہو گیا۔اور اسلام کی حقانیت کے لئے واضح طور اور ٹھوس برہان بنتے جار ہے ہیں۔اگر ہم مذکورہ بالا مضمون کی تشریحات کو مدنظر رکھیں تو تخلیق کائنات کے بارے میں ایک عظیم دھماکہ (Big Bang) کا سائنسی تصور ونقطہ عدم سے وجود میں آنے کا سائنسی نظریہ اور ہر چیز کے وجود میں آنے کے لئے کن فیکون کا اسلامی تصور،کائنات کے رتق (بندھ) اور فتق (کھولنا) کے اسلامی تصورات، دھماکے کے وقت دو مختلف قوتوں (دھماکہ کی قوت اور قوت کشش) کے درمیان حیرت انگیز توازن کا سائنسی نظریہ اور قرآن پاک کے الفاظ فقدرہ تقدیرا،احسنہ کل شی خلقه،اتقن کل شی، کی تفصیلات اور نظام شمسی، کہکشاوں کی کثرت کا سائنسی نظریہ، ورب العلمین کا اسلامی تصور تخلیقی عمل کے لئے عرصہ دراز کا سائنسی نظریہ،قرآن پاک میں ستہ آیام میں تخلیقی کائنات کا ذکر، کائناتی پھیلاؤ کا سائنسی نظریہ،قرآن مجید کی آیت میں لموسعون کی تشریح اور سائنسی (Anti Matter Theory) مادے کا الٹ نظریہ سورج کی روشنی کے خاتمے کا سائنسی تصور اور آخرت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ وسورج کے بے نور ہونے کا قرآنی اعلان، سب کے سب نظریات ایک دوسرے کے موئید نظر آتے ہیں۔پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی مفکرین سائنسی علوم میں مہارت حاصل کر کے اسے الہامی روشنی سے منور کر دیں۔اور قرآنی تعلیمات سائنسی انداز میں بنی نوع انسان کے سامنے پیش کر کے اسے دنیا وآخرت کی فلاح کے راستے پر گامزن کر دیں اور اس تصور کو باطل کر دیں کہ اسلامی تعلیمات سائنسی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور انسان کی دنیاوی ترقی سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

آج بنی نوع انسان کو اس حقیقت سے آشنا کرنا کہ اسلامی تعلیمات روحانی ومادی ترقیوں کا ضامن ہے۔مفکرین اسلام کی اہم ذمہ داری بن چکی ہے۔علمائے اسلام اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے بنی نوع انسان کو گمراہی کے سیلاب سے بچا سکتے ہیں۔

"هذا من عندی و الله اعلم بالصواب"

المصادر والمراجع

(۱) ہارون یحیی ''کائنات کی تخلیق'' مترجم علیم احمد ص ۱۲، ۱۶، ۱۸ گلوبل سائنس ملٹی پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔

(۲) سورہ یسین ۳۲: ۸۲.

(۳) سورۃ النبیاء ۲۱: ۳۳.

(۴) پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن ج ۳، صفحہ ۱۶۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۵) قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری ج ۷، ص ۲۸۶ دار الاشاعت کراچی ۱۹۹۹ء۔

(۶) (الف) شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی ص ۴۲۰، مطبوعہ مدینہ پریس مجنور یوپی انڈیا۔

(ب) محمد احمد، درس قرآن ج ۷ صفحہ ۱۳۴ ادارہ اشاعت القرآن کراچی ۱۹۹۰ء۔

(۷) ہارون یحییٰ کائنات کی تخلیق صفحہ ۲۷، ۲۸، ۲۹۔

(۸) سورۃ الفرقان ۲۵ :۲۔

(۹) سورۃ السجدۃ ۳۲ :۷۔

(۱۰) سورۃ النمل ۲۷ :۸۸

(۱۱) کائنات کی تخلیق صفحہ ۲۶۔

(۱۲) شبیر احمد کاخیل فہم الفلکیات ص ۲۰، مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴۲۱ھ۔

(۱۳) محمد شفیع مفتی، معارف القرآن ج ۱، ص ۸۰، ۸۱، ادارہ المعارف کراچی ۱۹۸۰ء۔

(۱۴) موریس بوکائے مترجم ثناء الحق صدیقی، بائیبل قرآن اور سائنس ص ۳۳۲ تا ۳۳۶ ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

(۱۵) سورہ الاعراف ۷ :۵۴۔

(۱۶) سورۃ الفرقان ۲۵، ۵۹۔

(۱۷) سورۃ ق :۵۰، ۳۸

(۱۸) محمد شفیع معارف القرآن ج ۳: ص ۵۷۲، ۵۷۳

(۱۹) صلاح الدین یوسف قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر ص ۳۱۷، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ پریس کمپلیکس مدینہ منورہ

(۲۰) (الف) غلام مرتضیٰ ملک قرآن مجید کے سائنسی انکشافات ماہنامہ، ص ۷ :۸۔

(ب) موریس بوکائے بائیبل قرآن اور سائنس ۲۶۷۔

(۲۱) سید حکیم احمد نقوی، مختصر تاریخ عالم صفحہ ۱۱۱، الیکٹرک عالیجاہ دربار پریس گوالیار ۱۹۳۴۔

(۲۲) ہارون یحییٰ کائنات کی تخلیق صفحہ ۵۔

(۲۳) شبیر احمد کاخیل فہم الفلکیات صفحہ ۲۶۹، ۲۷۵م۔

(۲۴) سورۃ الذریات ۵۱ :۴۷۔

(۲۵) قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

(۲۶) محمد جونا گڑھی القرآن الکریم مع اردو ترجمہ وتفسیر صفحہ ۱۴۷۹ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ۔

(۲۷) موریس بوکائے بائیبل قرآن اور سائنس صفحہ ۲۶۹۔

(۲۸) ڈاکٹر ہلوک نور باقی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق مترجم سید محمد فیروز شاہ صفحہ ۱۷۸ انڈس پبلشنگ کارپوریشن ۲۰۰۰ء۔

(۲۹) ڈاکٹر سخاوت علی قرآن اور مادی حقائق صفحہ ۱۰۳،۱۰۲ دستاویز مطبوعات لاہور ۲۰۰۲ء۔

(۳۰) مولانا شہاب الدین ندوی اسلام اور جدید سائنس صفحہ 59،57

(۳۱) سورۃ الاعراف ۷ ، ۱۴۷

(۳۲) سورۃ الواقعہ ۵۶ ، ۱، ۲.

(۳۳) سورۃ التکویر ۸۱ ، ۱، ۲

بسلسلہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی کی ایک اور عظیم تاریخی، تحقیقی اور علمی پیشکش

(امام ابوحنیفہ ؒ کی محدثانہ حیثیت)

باہتمام ونگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی رحمۃ اللہ

جس میں امام ابوحنیفہ ؒ کی تابعیت، ثبوت روایت، صحابہ کرامؓ سے سماع، علم حدیث میں مقام ومرتبہ، اکابر ائمہ کے السنہ سے امام اعظمؒ کے حق میں مدحیہ اقوال اور محسنہ کلمات، امام ابوحنیفہؒ پر طعن واعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور علمی محاسبہ، امام ابوحنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم مصنف، مسانید تصنیفات وتالیفات، کتاب الآثار اور اس کے نسخے، ''تعلیقات وتشریحات'' فقہ حنفی کی ترجیحات اور امتیازی خصوصیات اور موضوع سے متعلق دیگر اہم مضامین شامل ہیں۔ اہل ذوق سے اطلاعاً عرض ہے کہ کتاب کی محدود تعداد میں طباعت ہو چکی ہے، لہذا پہلے سے اپنی کاپی محفوظ کر لیجئے۔

کمپیوٹر طباعت، ریکسین جلد صفحات:147 زرتعاون:170

برائے رابطہ: ناظم دفتر ''مجلس التحقیق الفقھی''

جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں۔

فون نمبر:0928-331353 فیکس:331355

ای میل:almarkazulislami@maktoob.com